الامام مالک بن انس

از

ابو شہریار

۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ 3

باب مسئلہ الصفات میں امام مالک کے اقوال 6

باب امام مالک اور قرآن کی قسم لینا 13

باب امام مالک اور ایمان پر اقوال 15

باب رواۃِ احادیث سے متعلق امام مالک کی احتیاط 18

باب جبری طلاق اور جبری بیعت پر فتوی 24

باب دبر سے جماع کا فتوی 26

باب فقہ امام مالک کی تدوین - کتاب المدونہ 27

پیش لفظ

ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر الاصبحی الحمیری المدنی (93ھ-179ھ) امت کے جلیل القدر فقیہ و محدث ہیں –آپ اہل رائے و اہل حدیث دونوں حلقوں میں محترم ہیں- امام مالک کے دادا صحابی جلیل القدر تھے جو سوائے جنگ بدر کے باقی تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے-

امام مالک اہل رائے میں سے بھی ہیں -امام محمد ،امام مالک کے شاگردوں میں سے ہیں اور ان کی موطا کے راوی بھی ہیں- امام مالک کے اساتذہ میں امام ربيعة بن أبي عبد الرحمن فرّوخ التيمى المدني، المعروف بـ ربيعة الرأي (المتوفي 136 هـ) مشہور ہیں جو اہل رائے میں سے تھے–

امام شافعی کو بعض لوگوں نے امام مالک کے شاگردوں میں شمار کیا ہے دوسری طرف بعض اہل التراجم والسیر کا قول ہے کہ امام شافعی فقط تیرہ سال کے تھے جب امام مالک سے ملے اور اسی دور میں مالک کی وفات ہوئی یعنی شافعی کا امام مالک سے اکتساب علم اتنا نہیں ہوا- کتاب الام میں شافعی نے بہت سے مسائل میں امام مالک سے اختلاف کیا ہے بس نام نہیں لیا وہ کہتا ہے کہہ کر مخاطب کیا ہے- مالکیہ کا خیال ہے کہ یہ شافعی نے مالک کا ذکر کیا ہے-

امام مالک کے خلاف بھی لوگ رہے ہیں مثلا سیر الاعلام النبلاء میں امام الشافعی کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

زَكَرِيَّا بنُ أَحْمَدَ البَلْخِيُّ القَاضِي: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بنَ أَحْمَدَ بنِ نَصْرٍ التِّرْمِذِيَّ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ فِي المَنَامِ النَّبِيَّ –صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– فِي مَسْجِدِهِ بِالمَدِيْنَةِ، فَكَأَنِّي جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَكْتُبُ رَأْيَ مَالِكٍ؟ قَالَ: (لاَ) . قُلْتُ: أَكْتُبُ رَأْيَ أَبِي حَنِيْفَةَ؟ قَالَ: (لاَ) . قُلْتُ: أَكْتُبُ رَأْيَ

الشَّافِعِيّ؟ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا، كَأَنَّهُ انْتَهَرَنِي، وَقَالَ: (تَقُوْلُ رَأْيَ الشَّافِعِيّ! إِنَّهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ، وَلَكِنَّهُ رَدٌّ عَلَى مَنْ خَالَفَ سُنَّتِي) .

زَكَرِيَّا بنُ أَحْمَدَ البَلْخِيُّ القَاضِی کہتے ہیں میں نے أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بنَ أَحْمَدَ بنِ نَصْرٍ التِّرْمِذِيّ کو سنا کہا میں نے نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مسجد النبی میں تھے پس میں ان تک پہنچا اور سلام کیا اور کہا اے رسول اللہ کیا مالک کی رائے لکھوں؟ فرمایا نہیں — میں نے پوچھا کیا ابو حنیفہ کی رائے لکھوں؟ فرمایا نہیں — پوچھا کیا شافعی کی رائے لکھوں؟ ہاتھ کو اس طرح کیا کہ گویا منع کر رہے ہوں اور کہا تو شافعی کی رائے کا کہتا ہے وہ میری رائے نہیں ہے بلکہ میری سنت کی مخالف ہے

اسی طرح ایک خواب کا ذکر امام الذھبی نے کیا ہے جس میں امام مالک کی رائے کو رد کرنے کا حکم دیا گیا

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الخُوَارِزْمِيُّ نَزِيْلُ مَكَّةَ — فِيْمَا كَتَبَ إِلَيَّ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَشِيْقٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ البَلْخِيُّ، قَالَ: قُلْتُ فِي المَنَامِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا تَقُوْلُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَالشَّافِعِيّ، وَمَالِكٍ؟ فَقَالَ: (لاَ قَوْلَ إِلاَّ قَوْلِي، لَكِنَّ قَوْلَ الشَّافِعِيّ ضِدُّ قَوْلِ أَهْلِ البِدَعِ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي حَاتِمٍ کہتے ہیں مکہ والے أَبُو عُثْمَانَ الخُوَارِزْمِيُّ نے روایت کیا اس خط میں جو لکھا کہ مُحَمَّدُ بنُ رَشِيْقٍ، نے کہ مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ البَلْخِيّ نے روایت کیا کہا میں نے خواب میں رسول اللہ سے پوچھا: اے رسول اللہ آپ مالک شافعی اور ابو حنیفہ کی رائے پر کیا کہتے ہیں؟ فرمایا ان کا قول وہ نہیں جو میرا ہے اور شافعی کا قول اہل بدعت کی ضد ہے

امام مالک محدث بھی ہیں –امام مالک کی موطا حدیث کی صنف میں سب سے پہلی کتاب ہے جو باقی رہی ہے – اس سے قبل کی کتب معدوم ہو گئیں – امام مالک نے امام زہری سے بہت سی روایات لی ہیں -

ایک دور تک صحاح ستہ یا الکتب الستۃ میں موطا امام مالک کو لیا جاتا تھا -زرین بن معاویہ المتوفی ۵۳۵ھ کے مطابق اس میں ابن ماجہ کی بجائے موطا ہے- ابن اثیر کے مطابق چھٹی کتاب موطا ہے- ابن صلاح النکت مین لکھتے ہیں کہ کافی عرصہ مغرب میں یعنی اندلس اور شمالی افریقہ میں موطا چھٹی کتاب رہی حتی کہ وہ ابن ماجہ پر متفق ہوئے

وعند المغاربة موطأ مالك عوضا عن سنن ابن ماجه قبل أن يقفوا عليه

چار فقہاء یعنی امام مالک، امام الشافعی، امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل میں سے امام بخاری نے سب سے زیادہ امام مالک کی سند سے روایت نقل کی ہیں–

اس کتاب میں امام مالک اور ان کے فقہی منہج پر مختصراً بات کی گئی ہے

ابو شہریار

۲۰۱۹

باب مسئلہ الصفات میں امام مالک کے اقوال

كتاب العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها از الذهبی میں روایت ہے

وروى يحيى بن يحيى التَّميمي وجعفر بن عبد الله وَطَائفَة قَالُوا جَاءَ رجل إِلَى مَالك فَقَالَ يَا أَبَا عبد الله {الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى} كَيفَ اسْتَوَى قَالَ فَمَا رَأَيْت مَالِكًا وجد من شَيْء كموجدته من مقَالَته وعلاه الرحضاء يَعْنِي الْعرق وأطرق الْقَوْم فسري عَن مَالك وَقَالَ الكيف غير مَعْقُول والاستواء مِنْهُ غير مَجْهُول وَالْإِيمَان بِهِ وَاجِب وَالسُّؤَال عَنهُ بِدعَة وَإِنِّي أَخَاف أَن تكون ضَالًّا

وَأمر بِهِ فَأخْرج // هَذَا ثَابت عَن مَالك وَتقدم نَحوه عَن ربيعَة شيخ مَالك وَهُوَ قَول أهل السّنة قاطبة أَن كَيْفيَّة الاسْتوَاء لَا نعقلها

بل نجهلها وَأَن استواءه مَعْلُوم كَمَا أخبر فِي كِتَابه وَأَنه كَمَا يَلِيق بِهِ لَا نعمق وَلَا نتحذلق وَلَا نَخُوض فِي لَوَازِم ذَلِك نفيا وَلَا إِثْبَاتًا بل نسكت ونقف كَمَا وقف السّلف

اور يحيى بن يحيى التَّميمي وجعفر بن عبد الله اور ایک گروہ نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آیا اور امام مالک سے کہا اے ابو عبد الله الرحمان علی العرش استوی تو استوی کیسا ہے ؟ تو امام مالک کو ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی مقالہ پر اس کا ایسا حال ہو کہ پسینہ آ گیا .. اور کہا کیفیت عقل میں نہیں اتی اور اس الاستواء پر لا علم نہیں ہیں اور اس پر ایمان واجب ہے اور اس پر سوال بدعت ہے اور میں سمجھتا ہوں تو گمراہ ہے پس حکم کیا اور وہ چلا گیا

امام الذھبی کہتے ہیں یہ امام مالک سے ثابت ہے اور ایسا ہی قول ربيعَة (بن عبد الرحمن) شيخ مَالك کا گزرا ہے جو أهل السّنة قاطبة کا قول ہے کہ الاسْتوَاء کی کیفیت ہماری عقل میں نہیں

بلکہ اس پرہمیں جاہل رکھا (علم نہیں دیا) گیا اور الاسْتوَاء معلوم ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں خبر ہے … اس پر ہم خاموش رہیں گے جیسے سلف خاموش رہے

اسی کتاب میں امام الذھبی لکھتے ہیں کہ سلف نے کہا

وَإِنَّمَا جهلوا كَيْفيّة الاسْتوَاء فَإِنَّهُ لَا يعلم حَقِيقَة كيفيته قَالَ مَالك الإِمَام الاسْتواء مَعْلُوم يَعْنِي فِي اللُّغَة والكيف مَجْهُول وَالسُّؤَال عَنهُ بِدعَة

سلف نے الاسْتوَاء کی کیفیت پر لا علمی کا اظہار کیا کیونکہ وہ اس کی کیفیت کی حقیقت نہیں جانتے امام مالک نے کہا الاسْتوَاء معلوم ہے یعنی لغت سے اور کیفیت مجھول ہے اور سوال اس پر بدعت ہے

اس کے برعکس الوسی تفسیر روح المعانی، الاعراف، تحت آية رقم:54 لکھتے ہیں

لاحتمال أن يكون المراد من قوله: غير مجهول أنه ثابت معلوم الثبوت لا أن معناه وهو الاستقرار غير مجهول

احتمال ہے امام مالک کی مراد قول الاستواء غیر مجھول سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفت استوا ثابت معلوم ہے ثبوت سے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ اس کا معنی ومراد استقرار معلوم ہے جو غیر مجھول ہے

افسوس بعض لوگ مثلا مقاتل بن سلیمان نے اس کو استقر کہا جس کو آج تک بیان کیا جاتا ہے لہذا المشبہ کا قول ہے کہ الاستواء غیر مجھول کا مطلب امام مالک کے نزدیک وہی ہے جو عربی لغت میں ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ صفات میں جو آیا ہے اس کو ظاہر پر لیا جائے گا

یہ مسئلہ اس قدر ہے سن ۲۰۰۰ میں عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر نے کتاب الأثر المشهور عن الإمام مالك رحمه الله في صفة الاستواء دراسة تحليلية لکھی جس میں ٦٩ صفحات پر مشتمل کتاب میں صرف اس امام مالک کے قول پر بحث کی-عبد الرزاق بن عبد المحسن البدر نے کتاب الأثر المشهور عن الإمام مالك رحمه الله في صفة الاستواء دراسة تحليلية میں ص ١٧ پر لکھا

أنَّ مراد الإمام مالك رحمه الله بقوله: "الاستواء غير مجهول" أي غير مجهول المعنى

امام مالک رحمہ اللہ کی مراد قول الاستواء غیر مجھول سے یہ ہے کہ معنی میں نہ سمجھنے والا نہیں ہے

یعنی معنا الاستواء معلوم ہے-اسی طرح ص ٢٤ پر کہا

قال هذا رحمه الله، مع أنَّ لفظ الأثر عنده "الاستواء غير مجهول" أي غير مجهول المعنى وهو العلو والارتفاع

ایسا امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ان سے جو اثر ہے اس میں الفاظ الاستواء غیر مجھول ہیں یعنی معنی غیر مجھول ہے اور معنی ہیں بلند و ارتفاع ہوا

اسی طرح س ١٣ پر عبد الرزاق بن عبد المحسن البدرکہا

مراد الإمام مالك رحمه الله بقوله: "الاستواء غير مجهول" ظاهرَ بيَنٌ، حيث قصد رحمه الله أنَّ الاستواء معلوم في لغة العرب

امام مالک رحمہ اللہ کی مراد اس قول الاستواء غیر مجہول سے ہے ظاہر واضح ہے جب انہوں نے ارادہ کیا کہ بے شک الاستواء معلوم ہے لغت عرب میں

یعنی سلفیوں وہابیوں کے نزدیک امام مالک نے الاستواء کو عربی لغت سے جانا اور اشاعرہ کے علماء کے نزدیک انہوں نے صرف اس کا اقرار کیا کہ اس پر نص ہے معنی کی وضاحت نہ کی کیونکہ معنی کیفیت ہے-التمهيد میں ابن عبد البر نے امام مالک کے الفاظ تبدیل کر دیے ہیں ج ۷ ص ۱۳۸ پر بلا سند لکھتے ہیں

فَقَالَ مالك رَحِمَهُ اللَّهُ اسْتِوَاؤُهُ مَعْقُولٌ وَكَيْفِيَّتُهُ مَجْهُولَةٌ وَسُؤَالُكَ عَنْ هَذَا بِدْعَةٌ

پس امام مالک رحمہ اللہ نے کہا استوی عقل میں ہے اور اس کی کیفیت لا علم ہے اور اس پر سوال بدعت ہے

حالانکہ یہ امام مالک کا قول نہیں جو باقی لوگ بیان کرتے ہیں امام مالک کا قول ہے

استواء منه غير مجهول

اللہ کے (عرش پر) استوی پر جاہل (لا علم) نہیں ہیں

امام مالک کا یہ کہنا اس لئے ہے کہ یہ قرآن میں ہے لہذا اس کا علم ہے لیکن کیا یہ انسانی عقل میں ہے ؟ نہیں – لہذا ابن عبد البر کا فہم اس قول پر صحیح نہیں ہے بلکہ نعمان الوسی کا قول صحیح ہے

راقم کے نزدیک استوی کا مطلب متشابہ ہے اس کا مطلب علو یا ارتفاع (بلند ہونا) یا استولی (سوار ہونا) یا استقر (رکنا) نہ کیا جائے بس یہ کہا جائے کہ اللہ عرش پر مستوی ہے مخلوق سے الگ ہے

كتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبو زَيْد أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغمرِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مسْكِينٍ قَالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيث الَّذي قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِه، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ مَالِكٌ إِنْكَارًا شَدِيدًا، وَنَهَى أَنْ يَتحدَّثَ بِه أَحَدٌ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَتحدَّثُونَ بِه؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقِيلَ: مُحمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَاد، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذه الْأَشْيَاء، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا، وَذُكِرَ أَبُو الزِّنَاد فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَامِلًا لِهَؤُلَاءِ حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحِبَ عُمَّالٍ يَتَّبِعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں - امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ اس پر امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا - یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ - عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّةِ میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ اللہ کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی - تو امام مالک رحمہ اللہ نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

کتاب أصول السنة، ومعه رياض الجنة بتخريج أصول السنة از ابن أبي زَمَنِين المالكي (المتوفى: 399هـ) کے مطابق

وَقَدْ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عُمَرَ بْنِ لُبَابَةَ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ أَحْمَدَ اَلْعتْبِي، عَنْ عِيسَى بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عبد الرحمن بْنِ اَلْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لأحد أَنْ يَصِفَ اَللَّهَ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَا يُشَبِّهُ يَدَيْهِ بِشَيْءٍ، وَلَا وَجْهَهُ بِشَيْءٍ، وَلَكِنْ يَقُولُ: لَهُ يَدَانِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ فِي اَلْقُرْآنِ، وَلَهُ وَجْهٌ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، يَقِفُ عِنْدَمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ فِي اَلْكِتَابِ، فَإِنَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا مِثْلَ لَهُ وَلَا شَبِيهَ وَلَكِنْ هُوَ اَللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ، وَيَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ كَمَا وَصَفَهَا: وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِكَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ قَالَ: وَكَانَ مَالِكٌ يُعَظِّمُ أَنْ يُحَدِّثَ أَحَدٌ بِهَذِهِ اَلْأَحَادِيثِ اَلَّتِي فِيهَا: أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ وَضَعَّفَهَا.

عبد الرحمن بن القاسم رحمہ اللہ (191 ھ) فرماتے ہیں کہ "کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ نے جو صفات قرآن میں بیان کئے ہیں ان کے علاوہ کسی صفت سے اللہ کو متصف کرے،اللہ کے ہاتھ سے کسی کے ہاتھ کی مشابہت نہیں ہے،اور نا ہی اللہ کا چہرہ کسی سے مشابہت رکھتا ہے ،بلکہ کہا ہے :اس کے ہاتھ جیسا اس نے قرآن میں وصف کیا ہے اور اس کا چہرہ جیسا اس نے اپنے آپ کو وصف کیا ہے — کیونکہ اللہ کا ہاتھ اور اللہ کا چہرہ ویسے ہی ہے جیسا کہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے،نہ تو کوئی اللہ کا مثل ہے اور نہ ہی کوئی اللہ کی شبیہ ہے بلکہ وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اور اللہ کے ہاتھ کھلے ہیں جیسا کہ اس نے کتاب اللہ میں بیان کیا ہے .... اور امام مالک اس کو بہت بڑی بات جانتے تھے کہ جب کوئی وہ حدیثیں بیان کرتا جن میں ہے کہ أَنَّ اَللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور اس کی تضعیف کرتے

الغرض امام بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کر کے غلطی کی ہے یہ استاذ المحدثین امام مالک کے نزدیک سخت مجروح ہے

ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں امام مالک کا قول نقل کیا ہے

وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَبَلِيِّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ بِالْقَيْرَوَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ سَوَادَةَ بِمِصْرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْحَدِيثِ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي اللَّيْلِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَقَالَ مَالِكٌ يَتَنَزَّلُ أَمْرُهُ وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللَّهُ

امام مالک سے حدیث اللہ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے پر سوال ہوا پس آپ نے فرمایا اس کا حکم نازل ہوتا ہے

ابن عبد البر نے   اس قول کو قبول کیا کہ لکھا پس احتمال ہے کہ یہ حدیث اس طرح ہے جس طرح امام مالک نے بیان کیا یعنی نزول اللہ تعالی کا نہیں اس کے حکم کا ہے

باب امام مالک اور قرآن کی قسم لینا

مالکی فقہ میں امام مالک سے دو متخالف قول منسوب ہیں

كتاب التبصره از علي بن محمد الربعي، أبو الحسن، المعروف باللخمي (المتوفى: 478 هـ) کے مطابق

وقيل لابن القاسم فيمن حلف بالقرآن أو بالكتاب، أو بما أنزل الله تعالى: أترى ذلك كله (5) يميناً؟ قال: أحسنُ ذلك والذي تكلمنا فيه: أن كل ما سمى من ذلك يمين؛ يريد: أنه اختلف فيه، وروى علي بن زياد، عن مالك إذا قال: لا والقرآن، لا والمصحف؛ ليس بيمين، ولا كفارة على من حلف به فحنث

اور ابن قاسم سے کہا گیا کہ کسی نے قرآن پر قسم کھائی یا جو اللہ نے نازل کیا اس پر - اپ اس کو کیسا دیکھتے ہیں ؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور ایسا ہم کہتے ہیں اس میں جو بھی ہے وہ قسم واقع ہوئی- اور علی بن زیاد کی روایت ہے کہ امام مالک نے کہا نہ قرآن کی قسم ہے نہ مصحف کی اس کی قسم نہیں ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے اگر ٹوٹ جائے

كتاب التوضيح في شرح المختصر الفرعي لابن الحاجب از خليل بن إسحاق بن موسى، ضياء الدين الجندي المالكي المصري (المتوفى: 776هـ) کے مطابق

ولا فرق بني أني حلف بالقرآن، أو بسورة منه أو آية، رواه ابن حبيب، وفي العتبية عن ابن حبيب لزوم الكفارة في الحالف بالتوراة والإنجيل

اس میں کوئی فرق نہیں کہ قرآن کی قسم کھائی جائے یا کسی سورت کی یا آیت کی - ابن حبیب نے اس کو روایت کیا - اور العتبية میں ہے ابن حبیب سے ہے کہ اس پر کفارہ لازم ہے اگر کوئی توریت و انجیل کی قسم کھائے

متاخرین مالکیہ میں یہ قول مشہور ہے کہ کتاب اللہ کی قسم ہو جاتی ہے

المسالِك في شرح مُوَطَّأ مالك از القاضي محمد بن عبد الله أبو بكر بن العربي المعافري الاشبيلي المالكيَ (المتوفى: 543هـ میں ہے

وَرَوَى ابنُ زياد عن مالك في "العُتْبِيَّة" فيمن حَلَفَ بالمُصْحَف أنّه لا كفَّارةَ عليه. قال ابنُ أبي زَيد "هي روايةٌ مُنْكَرَةٌ، والمعروفُ عن مالك غير هذا" وإن صحَّتْ فإنّها محمولةٌ على أنّه أرادَ الحالِفَ بذلك جِسْمِ المصحف دون المكتوب فيه

اور ابن زیاد نے امام مالک سے میں روایت کیا ہے کہ جس نے مصحف کی قسم لی اس پر کفارہ نہیں ہے- ابن ابی زید نے کہا یہ روایت منکر ہے اور معروف امام مالک سے ہے اس سے الگ ہے اور اگر اس کی صحت ہو تو اس کو محمول کیا جائے گا کہ جب حلف لینے والی کی اس سے مراد مصحف کا جسم ہو نہ کہ وہ جو اس میں لکھا ہے

شرح صحیح البخاری میں ابن بطال نے لکھا

وقال أبو حنيفة: من حلف بالقرآن فلا كفارة عليه. وهو قول عطاء، وروى عن على ابن زياد عن مالك نحوه

ابو حنیفہ نے کہا جس نے قرآن کی قسم کھا لی اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اوریہی قول عطا بن ابی رباح کا ہے اور ایسا ہی قول امام مالک سے علی ابن زیاد نے روایت کیا ہے

باب امام مالک اور ایمان پر اقوال

امام مالک کا شمار ان فقہاء میں ہے جن کے نزدیک ایمان بڑھتا ہے اور کم ہونے پر ان کا قول توقف کا ہے یعنی کوئی رائے نہیں ہے

عمدہ القاری ج ١ ص ١٠٧ میں عینی نے قول پیش کیا ہے

قَالَ الدَّاودِيّ سُئلَ مَالك عَن نقص الْإِيمَان وَقَالَ قد ذكر الله تَعَالَى زِيَادَته فِي الْقُرْآن وَتوقف عَن نَقصه وَقَالَ لَو نقص لذهب كُله

الدَّاودِيّ نے کہا : امام مالک سے سوال ہوا کہ ایمان کم ہوتا ہے ؟ فرمایا الله تعالی نے اضافہ کا ذکر کیا ہے قرآن میں اور کمی پر توقف کیا ہے اور کہا اگر یہ جائے تو سب جائے گا

ترتیب المدارک کے مطابق

وقال القاضي عياض: قال ابن القاسم: كان مالك يقول: الإيمان يزيد، وتوقف عن النقصان

القاضي عياض کہتے ہیں ابن قاسم نے کہا امام مالک کہا کرتے کہ ایمان بڑھ جاتا ہے اور کم ہونے پر توقف ہے

كتاب حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني از : أبو الحسن الصعيدي العدوي (المتوفى: 1189هـ) کے مطابق قسطلانی کہتے ہیں

وَأَمَّا تَوَقُّفُ مَالِكٍ عَنْ الْقَوْلِ بِنُقْصَانِهِ فَخَشْيَةَ أَنْ يُتَأَوَّلَ عَلَيْهِ مُوافَقَةُ الْخَوَارِجِ

اور امام مالک نے جو ایمان کم ہونے پر توقف کا قول کہا ہے تو ان کو ڈر تھا کہ کہیں ان کی بات خوارج سے موافقت اختیار نہ کر جائے

ابن تیمیہ الفتاوی ج ۷ ص ۵۰٦ کہتے ہیں

وكان بعض الفقهاء من أتابع التابعين لم يوافقوا في إطلاق النقصان عليه. لأنهم وجدوا ذكر الزيادة في القرآن، ولم يجدوا ذكر النقص، وهذا إحدى الروايتين عن مالك

اور تبع التابعین میں سے بعض فقہا ایمان پر کمی کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ وہ قرآن میں بڑھنے کا ذکر پاتے ہیں اور اس میں کمی کا ذکر نہیں ہے اور اسی طرح کی ایک روایت امام مالک سے بھی ہے

یعنی کم ہونے کا قرآن میں ذکر ہی نہیں ہے

کتاب المقدمات الممهدات از أبو الوليد محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: 520هـ) کے مطابق مرنے سے قبل امام مالک نے اس رائے سے رجوع کر لیا تھا جس کو عبد الله بن نافع الصائغ سے منسوب کیا جاتا ہے کتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از   الذهبي (المتوفى: 748هـ) کے مطابق   صاحب مالك قال أحمد لم يكن في الحديث بذاك امام احمد کہتے ہیں اس کی حدیث ایسی مناسب نہیں - الاجری کہتے ہیں ابو داود نے کہا احمد نے کہا : ثم دخله بأخره شك ابن نافع آخری عمر میں امام مالک کے اقوال کے حوالے سے شک کا شکار تھے

عبد الرزاق سے منسوب ایک قول ہے

قال عبد الرزاق: سمعت معمراً وسفيان الثوري ومالك بن أنس، وابن جريج وسفيان بن عيينة يقولون: الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص

عبدالرزاق آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے - أبو حاتم الرازي کہتے ہیں انکی حدیث يكتب حديثه ولا يحتج به لکھ لو دلیل نہ لو - كتاب المختلطين از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق سن ۲۰۰ کے بعد عبدالرزاق   کی روایت صحیح نہیں ہے

البیہقی سنن میں روایت لکھتے ہیں

سمعت مالك بن أنس وحماد بن زيد.. وجميع من حملت عنهم العلم يقولون: الإيمان قول وعمل ويزيد وينقص

اسکی سند میں سويد بن سعيد الحدثاني ہیں جو اختلاط کا شکار تھے اور مدلس بھی ہیں

الخلال السنہ میں أبي عثمان سعيد بن داود بن أبي زنبر الزنبري کی سند سے امام مالک کا قول پیش کرتے ہیں

قال كان مالك يقول: "الإيمان قول وعمل، يزيد وينقص

امام مالک کہا کرتے کہ ایمان قول و عمل ہے بڑھتا کم ہوتا ہے

دارقطنی کہتے ہیں سعيد بن داود الزنبري ضعیف ہے اور امام مالک کے حوالے سے منفرد اقوال کہتا ہے

الخلال کتاب السنہ میں ابن نافع کے حوالے سے امام مالک کا قول پیش کرتے ہیں کہ وہ کہتے ایمان کم ہوتا ہے اس کی سند میں زَكَرِيَّا بْنُ الْفَرَجِ ہے جو مجھول ہے

کتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله اللالكائي (المتوفى: 418هـ) میں امام مالک سے إسحاق بن محمد الفروي کی سند سے قول منسوب کیا گیا ہے - إسحاق بن محمد الفروي   کو امام نسائی ضعیف کہتے ہیں اور الدارقطني متروک کہتے ہیں

الغرض امام مالک سے منسوب دو آراء ہیں جن میں مالکی فقہا نے اس رائے کو ترجیح دی ہے کہ وہ ایمان میں کمی کے قائل نہیں تھے اور حنابلہ نے ان سے کمی والی روایات منسوب کی ہیں جن کی اسناد میں ضعف ہے

باب رواۃ احادیث سے متعلق امام مالک کی احتیاط

كتاب الجامع في العلل ومعرفة الرجال لأحمد بن حنبل کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو عوَانَة، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ الْفَارِسِيّ، بِفَسَا، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحزَامِيّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: كَانَ مَالِكٌ يَقُولُ: لَا يُؤْخَذُ الْعِلْمُ مِنْ أَرْبَعَة، وَيُؤْخَذُ مِمَّنْ سِوَى ذَلِكَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ سَفِيهٍ مُعْلِنٍ بِالسَّفَه , وَإِنْ كَانَ أَرْوَى النَّاس، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ كَذَّابٍ يَكْذِبُ فِي أَحَادِيثِ النَّاس، إِذَا جُرِّبَ ذَلِكَ عَلَيْه , وَإِنْ كَانَ لَا يُتَّهَمُ أَنْ يَكْذِبَ عَلَى رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وَلَا مِنْ صَاحِبِ هَوَى يَدْعُو النَّاسَ إِلَى هَوَاهُ، وَلَا مِنْ شَيْخٍ لَهُ فَضْلٌ وَعِبَادَةٌ إِذَا كَانَ لَا يَعْرِفُ مَا يُحَدِّثُ بِهِ.

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِمُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَسَارِيِّ، فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا هَذَا , وَلَكِنْ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ , يَقُولُ: لَقَدْ أَدْرَكْتُ بِهَذَا الْبَلَد , يَعْنِي الْمَدِينَة , مَشْيَخَةً لَهُمْ فَضْلٌ , وَصَلَاحٌ , وَعِبَادَةٌ، يُحَدِّثُونَ، مَا سَمِعْتُ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمْ حَدِيثًا قَطُّ، فَقِيلَ لَهُ: وَلِمَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّه؟ قَالَ: لَمْ يَكُونُوا يَعْرِفُونَ مَا يُحَدِّثُونَ

إِبْرَاهِيمُ أَبُو الْمُنْذِرِ الْحزَامِيّ کہتے ہیں کہ نے بیان کیا کہ امام مالک نے کہا کرتے ان چار سے علم مت لو جو اسراف کرے چاہے لوگ اس سے روایت کریں اور نہ جھوٹے سے روایت لو ... اور خواہش کے پیچھے جانے والے سے روایت مت لو اور بڈھے سے روایت نہ لو جو حدیث کو نہیں جانتا ہو لیکن عبادت والا ہو - ابو منذر نے کہا میں نے مطرف سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا میں اس کو نہیں جانتا لیکن میں نے امام مالک سے سنا میں نے اپنے اس شہر یعنی مدینہ میں بہت سارے اہل فضل،نیکوکاراورعبادت گزار بزرگوں کو پایا جو حدیث بیان کرتے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی سے بھی کبھی کوئی حدیث نہیں لی (نہیں لکھی)،مطرف نے سوال کیا :اے ابو عبداللہ ایسا کیوں تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا :اس لے کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا بیان کر رہے ہیں.

كتاب الصفات از الدارقطني (المتوفى: 385هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرٍ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ، وَثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ نَهْشَلُ بْنُ دَارِمٍ التَّمِيمِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَجَنَّبِ الْوَجْهَ، وَلَا يَقُولُ: قَبَّحَ اللَّهُ وَجْهَكَ وَوَجْهَ مَنْ أَشْبَهَ وَجْهَكَ؛ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ "

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب تم میں سے کوئی کسی کو مارے تو چہرہ پر مارنے سے بچے اور یہ نہ کہے کہ اللہ تیرا چہرہ بگاڑ دے کیونکہ اس کا چہرہ اسی کے جیسا ہے کیونکہ اللہ نے آدم کو تخلیق کیا اپنی صورت پر

محمد بن عجلان نے اس کو سعید بن ابی سعید سے انہوں نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے

كتاب الضعفاء الكبير از امام العقيلي المكي (المتوفى: 322هـ) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْغِمْرِ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكًا عَمَّنْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي قَالُوا: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ مَالِكٌ إِنْكَارًا شَدِيدًا، وَنَهَى أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ أَحَدٌ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَتَحَدَّثُونَ بِهِ؟ فَقَالَ: مَنْ هُمْ، فَقِيلَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا، وَذُكِرَ أَبُو الزِّنَادِ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ عَامِلًا لِهَؤُلَاءِ حَتَّى مَاتَ، وَكَانَ صَاحِبَ عُمَّالٍ يَتْبَعُهُمْ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ کہتے ہیں میں نے امام مالک سے حدیث کے متعلق پوچھا کہ کس نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا ؟ پس امام مالک نے اس حدیث کا شدت سے انکار کیا اور منع کیا کہ کوئی اس کو روایت کرے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ اہل علم میں سے لوگ اس کو روایت کر رہے ہیں - امام مالک نے کہا کون ہیں وہ ؟ میں نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ اس پر امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا

پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے اور أَبُو الزِّنَاد کا ذکر کیا کہ یہ تو ان کا (حکومت کا) عامل تھا - یہاں تک کہ مرا اور عمال کے لوگ اسکی اتباع کرتے ہیں

فقہ مالکیہ کی معتمد کتاب المدخل از ابن الحاج (المتوفى: 737هـ) کے مطابق

وَمِنْ الْعُتْبِيَّةِ سُئِلَ مَالِكٌ - رَحِمَهُ اللَّهُ - عَنْ الْحَدِيثِ فِي جِنَازَةِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي اهْتِزَازِ الْعَرْشِ، وَعَنْ حَدِيثِ «إنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» ، وَعَنْ الْحَدِيثِ فِي السَّاقِ فَقَالَ - رَحِمَهُ اللَّهُ -: لَا يُتَحَدَّثَنَّ بِهِ، وَمَا يَدْعُو الْإِنْسَانَ أَنْ يَتَحَدَّثَ بِهِ

اور الْعُتْبِيَّةِ میں ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا حدیث کہ الله کا عرش معآذ کے لئے ڈگمگا گیا اور حدیث الله نے آدم کو اپنی صورت پر خلق کیا اور حدیث پنڈلی والی - تو امام مالک رحمہ الله نے کہا یہ روایت نہ کرو اور نہ انسان کو اس کو روایت کرنے پر بلاو

صحیح بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

امام مالک ، هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، سے وہ اپنے باپ سے وہ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا بے شک الله اس علم کو قبض یکایک نہیں کرے گا ... بلکہ علماء کو قبض کرے گا یہاں تک کہ کوئی عالم نہ رہے گا لہذا لوگ جہلاء کو سردار بنا لیں گے ان سے سوال کریں گے وہ فتوی دیں گے بغیر علم کے، پس گمراہ ہوں گے اور کریں گے

یہ روایت ہشام بن عروہ نے مدینہ میں بیان کی ہے - صحیح ابن حبان اور مسند احمد کے مطابق بصرہ اور کوفہ میں اس میں اضافہ کیا مثلا حماد بن زید اور وَكِيعٌ بْنُ الْجَرَّاحِ بْنِ مَلِيْحٍ کہتے ہیں ہشام نے کہا:

وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ بِعِلْمِهِمْ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ

لیکن الله علماء کو انکے علم کے ساتھ قبض کرے گا یہاں تک کہ ایک بھی عالم باقی نہ رہے گا

مسند احمد کے مطابق کوفہ میں یحیی کہتے ہیں اور طبرانی کے مطابق ابن عيينة کہتے ہیں ہشام نے کہا حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا یہاں تک کہ کوئی عالم نہیں رہے گا

صحیح مسلم میں جرير بن عبد الحميد الضبي کوفی عن هِشَامِ بْنُ عُرْوَةَ کی سند سے عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ کی یہی روایت ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، سَمِعْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

ہشام بْنِ عُرْوَةَ نے یہ روایت کوفہ میں بیان کی ہے یہاں پر رائے کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ بغیر علم فتوی دیں گے

صحیح بخاری میں بهز بن أسد العمى أبو الأسود البصرى کی روایت میں ہے کہ ہشام نے بصرہ میں بغیر علم کی بجائے کہا فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ وہ اپنی رائے سے فتوی دیں گے

محدثین کے مطابق ہشام بْنِ عُرْوَةَ نے عراق میں روایات آخری عمر میں بیان کیں جب ان کا حافظہ اتنا اچھا نہیں تھا اسی وجہ امام مالک ان کی عراق میں بیان کردہ روایات سے راضی نہیں تھے الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

عبد الرحمن بن خراش: كان مالك لا يرضاه، نقم عليه حديثه لاهل العراق

ہشام بن عروہ نے عراق میں روایات میں بعض الفاظ کا اضافہ کیا – امام مالک کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فیصلہ دیا کہ عراق میں ہشام کی روایتوں میں غلطیاں ہیں – راقم کی تحقیق سے یہ بات صحیح ثابت ہوتی ہے کیونکہ ہشام نے الفاظ کا اضافہ کیا ہے جو دیگر راوی نہیں کرتے

اسی طرح امام مالک نے مورخ ابن اسحاق پر دجال کا فتوی دیا - امام تاریخ محمد بن اسحٰق نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر تین جھوٹ بولے

اول عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات النبی پر ماتم کیا

دوم قرآن کی آیات اس روز بکری کھا گئی

سوم نبی علیہ السلام کی تدفین بدھ کی رات میں ہوئی

چہارم وفات کے وقت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا پاس تھیں

پنجم عائشہ رضی اللہ عنہا معراج جسمانی کا انکار کرتی تھیں

ان روایات میں محمد بن اسحاق کا تفرد ہے - اس پر امام مالک کا فتوی ابن اسحاق پر ثبت ہوا کہ یہ دجالوں میں سے دجال ہے

بہر حال محدثین کا اس پر اتفاق ہوا ہوا کہ اہل مدینہ کے راوی پر امام مالک کا فیصلہ قابل قبول ہے البتہ اس کو عملا رد کیا ہے بہت سے محدثین نے - الاصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر میں ہے

قال الحاكم: مالك هو الحكم في حديث المدنيين

امام حاکم نے کہا – امام مالک فیصلہ کرنے والے ہیں اہل مدینہ کی حدیث پر

مستدرک میں حاکم کہتے ہیں

مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِ الْمَدَنِيِّينَ

اہل مدینہ کی احادیث پر امام مالک فیصلہ کرنے والے ہیں

باب جبری طلاق اور جبری بیعت پر فتوی

کہا جاتا ہے کہ سن ھ ١٤٥ میں جب امام المہدی محمد بن عبد اللہ نے بغاوت کی تو امام مالک نے اس کی طرف داری کی- لوگوں نے کہا تم نے تو عباسی خلیفہ ابو جعفر کی بیعت کی ہے تو امام مالک نے کہا اس نے مجھ سے جبری بیعت لی تھی - کہا جاتا ہے امام مالک کہتے تھے جبری طلاق نہیں ہوتی تو عباسیوں نے اس فتوی سے منع کیا کہ اس طرح تو جبری بیعت بھی نہیں قبول ہو گی- یعنی امام مالک جبری بیعت اور جبری طلاق دونوں کو رد کرتے تھے، عباسی منواتے تھے

امام مالک نہ مانے تو ان کو ٧٠ کوڑے لگے

راقم کو یہ تمام کوئی کہانی لگتی ہے - کسی نے کہیں کی انیٹ کہیں کا روڑا لے کر بان متی کا کنبہ بنا دیا ہے- یہ تمام قصہ واقدی کا بیان کردہ ہے

قال الواقدي: «لما دعي مالك، وشوور، وسمع منه وقُبل قوله حُسد وبغوه بكل شيء، فلما ولي جعفر بن سليمان المدينة سعوا به إليه وكثروا عليه عنده، وقالوا: لا يرى أيمان بيعتكم هذه بشيء، وهو يأخذ بحديث رواه عن ثابت بن الأحنف في طلاق المكره: أنه لا يجوز عنده.

قال: فغضب جعفر، فدعا بمالك، فاحتج عليه بما رُفع إليه عنه، فأمر بتجريده، وضربه بالسياط، وجبذت يده حتى انخلعت من كتفه، وارتكب منه أمر عظيم، فوالله ما زال مالك بعد في رفعة وعلو».

جس کو بعد میں طبری نے بیان کیا

موطا امام مالک میں ہے کہ جبری طلاق نہیں ہو گی

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِك، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْأَحْنَف، أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَد لِعَبْد الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْد بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَدَعَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبد الرَّحمَنِ بْنِ زَيْد بْنِ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْه، فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوعَةٌ، وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيد، وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا، فَقَالَ: طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقُلْتُ: هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا، قَالَ: فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْده، فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَر بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللَّهِ، وَقَالَ: " لَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحرم عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلَى

أَهْلَكَ، قَالَ: فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي، حَتَّى أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ، وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي، قَالَ: فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتَّى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيمَتِي فَجَاءَنِي "

مالک نے ثابت بن الاحنف سے روایت کیا کہ میں نے عبدالرحمن بن زید بن الخطاب کی ام ولد لونڈی سے نکاح کیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اس پر داخل ہوا تو کوڑے لٹکے ہوئے تھے ۔ لوہے کی دو بیڑیاں تھیں اور دو غلام بٹھائے ہوئے تھے۔ عبد الرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا : اپنی بیوی کو طلاق دے دے ورنہ اللہ کی قسم تجھے ایسا ایسا کردوں گا۔ میں نے کہا: اسے ایک ہزار طلاق ۔ میں اس کے پاس سے نکلا تو مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر ملاقات ہوئی ۔میں نے ان کو اپنا سارا واقعہ سنایا تو وہ غصے ہو گئے اور فرمایا یہ کوئی طلاق نہیں ۔ وہ عورت تجھ پرحرام نہیں ہوئی۔ تو اپنی بیوی کی طرف لوٹ جا۔ مجھے اطمینان نہ ہوا یہاں تک کہ میں عبد اللہ بن زبیر کے پاس آگیا اور ان سے اپنا واقعہ کی بات کا ذکر کیا ۔ انہوں نے بھی کہا کہ تیری بیوی تجھ پرحرام نہیں ہوئی۔ تو اپنی بیوی کی طرف لوٹ جا۔

عبد الرحمن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں وفات النبی کے وقت عمر ٦ سال تھی سنن نسائی کے راوی ہیں- ابو نعیم نے صحابہ میں سے قرار دیا ہے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ رِجَالٍ مِنَ الصَّحَابَةِ

ثَابِتُ بْنِ عِيَاضٍ الْأَحْنَفُ الْأَعْرَجُ الْعَدَوِيُّ تَابِعِيٌّ مولی عبد الرحمن بن زید ہے اس نے صحابی عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اور لُبَابَةُ بِنْتُ لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيَّةُ کی ام الولد سے شادی کی

یعنی ثابت اصل میں عبد الرحمن بن زید کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے ایک لونڈی کی بیٹی سے شادی کی عبد الرحمن بن زید نے جبری طلاق کرا دی

باب دبر سے جماع کا فتوی

امام ابو حنیفہ کی طرح امام مالک کے حوالے سے بھی لوگوں نے جھوٹ بولا ہے مثلا مصریوں نے امام مالک سے الوطء في الدبر کا فتوی منسوب کیا ہے جو سراسر جھوٹ ہے - بعض نے دعوی کیا کہ امام مالک نے ایک خفیہ تحریر (کتاب السر) لکھی جو خلیفہ ہارون الرشید کو بھیجی اور اس میں اس عمل کے جواز کا فتوی دیا - اس کتاب کو گھڑنے والا کوئی مجھول شخص ہے - اختلاف الفقهاء میں امام طبری نے ایک قول امام مالک سے منسوب کیا

فقال مالك لا بأس بأن يأتي الرجل إمرأته في دبرها كما يأتيها في قبلها حدثنا بذلك يونس عن ابن وهب عنه

اس کو عبد اللہ بن وهب المصری نے امام مالک سے منسوب کیا ہے جبکہ اہل مدینہ میں سے کسی نے امام مالک کے حوالے سے یہ فتوی روایت نہیں کیا ہے - ترتيب المدارك وتقريب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك للقاضي عياض میں ہے

قال بعض رواة مالك حضرت علي بن زياد يسأل مالك ، عندنا يا أبا عبدالله قومٌ بمصر يحدثون عنك أنك تجيز وطء النساء في أدبارهن ، فقال مالك كذبوا علي عافاك الله

علی بن زیاد ، امام مالک کے پاس پہنچے اور سوال کیا کہ اے ابو عبد اللہ مصر میں ایک قوم ہے جو بیان کرتی ہے کہ آپ نے الوطء في الدبر کا جواز کا فتوی دیا ہے - امام مالک نے فرمایا مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں

باب فقہ امام مالک کی تدوین - کتاب المدونہ

المدونہ امام مالک کے اقوال کا مجموعہ ہے جس کو امام أبو سعيد عبد السلام سحنون بن سعيد بن حبيب التنوخي نے روایت کیا ہے یہ کتاب مالکیہ میں مستند ہے اور سَحْنُوْنُ کے ترجمہ میں الذھبی سیر میں لکھتے ہیں قَاضِي القَيْرَوَانِ، وَصَاحِبُ المُدَوَّنَةِ

سیر الاعلام النبلا میں امام مالک کے ترجمہ میں الذھبی کہتے ہیں

فَأَمَّا مَا نَقَلَ عَنْهُ كِبَارُ أَصْحَابِهِ مِنَ المَسَائِلِ، وَالفَتَاوَى، وَالفَوَائِدِ، فَشَيْءٌ كَثِيْرٌ وَمِنْ كُنُوْزِ ذَلِكَ: (المُدَوَّنَةُ) ، وَ (الوَاضِحَةُ) ، وَأَشْيَاءُ.

پس ان سے مسائل و فتوی اور فوائد امن اصحاب نے بہت سی چیزوں کو نقل کیا ہے ان خزانوں میں سے ہیں المدونہ اور الوَاضِحَةُ اور چیزیں

سَحْنُوْنُ کے ترجمہ میں الذھبی کہتے ہیں

وَأَصْلُ (المُدَوَّنَة) أَسْئِلَةٌ، سَأَلَهَا أَسَدُ بنُ الفُرَاتِ لاِبْنِ القَاسِمِ.

فَلَمَّا ارْتَحَلَ سَحْنُوْنُ بِهَا، عَرَضَهَا عَلَى ابْنِ القَاسِمِ، فَأَصْلَحَ فِيْهَا كَثِيْراً، وَأَسْقَطَ، ثُمَّ رَتَّبَهَا سَحْنُوْنُ، وَبَوَّبَهَا.

وَاحْتَجَّ لِكَثِيْرٍ مِنْ مَسَائِلِهَا بِالآثَارِ مِنْ مَرْوِيَّاتِهِ، مَعَ أَنَّ فِيْهَا أَشْيَاءَ لاَ يَنْهَضُ دَلِيْلُهَا، بَلْ رَأْيٌ مَحْضٌ.

مدونہ کی اصل سوالات ہیں جن کو اسد بن الفرات نے ابن القاسم سے کیا پھر جب سَحْنُوْنُ نے اس کے لئے سفر کیا اس کو ابن قاسم پر پیش کیا انہوں نے اصلاح کی جس میں دلیل نہیں صرف رائے تھی

ابن خلکان لکھتے ہیں

وكان أول من شرع في تصنيف " المدونة " أسد بن الفرات الفقيه المالكي بعد رجوعه من العراق وأصلها أسئلة سأل عنها ابن القاسم فأجابه عنها، وجاء بها أسد إلى القيروان وكتبها عنه سحنون، وكانت

تسمى " الأسدية " ثم رحل بها سحنون إلى ابن القاسم في سنة ثمان وثمانين ومائة فعرضها عليه وأصلح فيها مسائل ورجع بها إلى القيروان في سنة إحدى وتسعين ومائة، وهي في التأليف على ما جمعه أسد ابن الفرات أولاً غير مرتبة المسائل ولا مرسمة التراجم، فرتب سحنون أكثرها وبوبه على ترتيب التصانيف واحتج لبعض مسائلها بالآثار من روايته من موطإ ابن وهب وغيره،

وفيات الاعيان جلد3صفحہ۱۸۱ پر

اسد بن الفرات وہ پہلے ہیں مالکی فقیہہ جنہوں نے مدونہ تصنیف کی عراق جانے کے بعد اور اس کا اصل وہ سوالات ہیں جو ابن القاسم سے کیے اور انہوں نے جواب دیا اس کو لے کے قیروان آئے اور سحنون کو اس پر لکھا اس کو الاسدیہ کا نام دیا پھر سحنون اس کو لے گئے ابن القاسم کے پاس سن ۱۸۰ ہجری میں اس کو ان پر پیش کیا اس کی اصلاح کی اور واپس قیروان لائے سن ۱۹۱ ہجری میں اور یہ تالیف وہ تھی جو اولا اسد بن الفرات نے جو مسائل جمع کیے تھے ان مسائل پر مشتمل تھی اس میں مسائل کا مرتبہ اور تراجم کی رسم نہیں تھی پس سحنون نے اس کو مرتب کیا اور اس پر ابواب قائم کیے اور اس میں مسائل پر دلیل لی موطا ابن وھب کی روایت پر اور دیگر پر

البرذعي کی سؤالاته (۲|۵۳۳) کے مطابق :

وذكرت لأبي زرعة (الرازي) مسائل عبد الرحمن بن القاسم عن مالك، فقال: «عنده ثلاث مئة جلدة أو نحوه عن مالك مسائل أسدية». قلت: «وما الأسدية»؟ فقال: «كان رجل من أهل المغرب يقال له أسد، رحل إلى محمد بن الحسن (صاحب أبي حنيفة) فسأله عن هذه المسائل. ثم قدم مصر، فأتى عبد الله بن وهب فسأله أن يسأله عن تلك المسائل: مما كان عنده فيها عن مالك أجابه، وما لم يكن عنده عن مالك قاس على قول مالك. فأتى عبد الرحمن بن القاسم، فتوسع له، فأجابه على هذا. فالناس يتكلمون في هذه المسائل«

البرذعي کہتے ہیں میں نے ابو زرعة سے مسائل ابن القاسم جو وہ مالک سے روایت کرتے ہیں ان کا ذکر کیا اس پر انہوں نے کہا اس کی ۳۰۰ جلدیں ہیں مسائل اسدیہ جو مالک سے ہیں- میں (البرذعي) نے کہا یہ الاسدیہ کیا ہے ابو زرعة نے کہا اہل مغرب کا ایک شخص تھا جس کو اسد (بن الفرات) کہا جاتا تھا اس نے محمد بن الحسن کی طرف سفر کیا ان سے مسائل پر سوال کیا- پھر مصر گیا اورعبد اللہ ابن وهب کے پاس آیا اور ان مسائل پر سوال کیا جو مالک کے تھے ان کے مطابق جواب دیا- جس پر مالک کا جواب نہیں تھا اس میں مالک کے قول پر قیاس کیا- پھر یہ (اسد) وہاں سے ابن القاسم کے پاس آیا جس سے اس (کتاب) میں اضافہ ہوا اور ابن القاسم نے جوابات دیے- پھر لوگوں نے ان مسائل میں کلام کیا

یعنی الاسدیہ از اسد بن الفرات کی نئی شکل المدونہ از سحنون ہے- الغرض کتاب المدونہ ثابت ہے یہ امام مالک کی نہیں بلکہ سَحْنُونُ کی ہے

السيوطي (المتوفى:۹۱۱ ھ) کتاب شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور میں لکھتے ہیں کہ معتزلہ نے مرنے کے بعد روح کے باقی رہنے کا انکار کیا لیکن اہل علم نے اس کا رد کیا. السيوطي لکھتے ہیں

قَالَ سَحْنُون بن سعيد وَغَيره هَذَا قَول أهل الْبدع والنصوص الْكَثِيرَة الدَّالَّة على بَقَاء الْأَرْوَاح بعد مفارقتها للأبدان ترد ذَلِك وتبطله وَالْفرق بَين حَيَاة الشُّهَدَاء وَغَيرهم من الْمُؤمنِينَ الَّذين أَرْوَاحهم فِي الْجنَّة من وَجْهَيْن أَحدهمَا أَن أَرْوَاح الشُّهَدَاء تخلق لَهَا أجساد وَهِي الطير الَّتِي تكون فِي حواصلها ليكمل بذلك نعيمها وَيكون أكمل من نعيم الْأَرْوَاح الْمُجَرَّدَة عَن الأجساد فَإِن الشُّهَدَاء بذلوا أَجْسَادهم للْقَتْل فِي سَبِيل الله فعوضوا عَنْهَا بِهَذِهِ الأجساد فِي البرزخ وَالثَّانِي أَنهم يرْزقُونَ من الْجنَّة وَغَيرهم لم يثبت فِي حَقه مثل ذَلِك

سَحْنُون بن سعيد اور دیگر کہتے ہیں کہ (روح کا معدوم ہونا) یہ اہل بدعت کا قول ہے اور بدن سے جدائی کے بعد، روح کی بقاء پر کثیر نصوص دلالت کرتے ہیں ، جو اس قول کو رد کرتے ہیں اور حیات شہداء اور عام مومنین کی زندگی میں جن کی روحیں جنت میں ہیں فرق دو وجہ سے

ہے کہ اول ارواح شہداء کے لئے جسم بنائے گئے ہیں اور وہ پرندے ہیں جن کے پیٹوں میں وہ ہیں کہ وہ ان نعمتوں کی تکمیل کرتے ہیں اور یہ مجرد ارواح کی نعمتوں سے اکمل ہے کیونکہ شہداء نے اپنے جسموں پر زخم سہے اللہ کی راہ میں قتل ہوئے پس ان کو یہ جسم برزخ میں دے گئے اور دوئم ان کو جنّت میں کھانا بھی ملتا ہے اور دوسروں پر یہ ثابت نہیں

عظیم مالکی فقیہ امام سحنون برزخی جسم کے قائل تھے